خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 14 نومبر 2022ء | 18 ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 14 نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 248

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا بَیۡعٌ فِیۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡکٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۵۵﴾

(البقرہ: 255)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو مختلف طریقوں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کے طریقے بھی بتاتا ہے۔ کہیں فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہیں فرما رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک کر کہیں اپنے اوپر ہلاکت وارد نہ کر لینا۔ کبھی فرماتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم ذاتی طور پر بھی تباہی سے محفوظ رہو گے اور اگر قوم میں قربانی کا جذبہ ہے اور قوم قربانی کر رہی ہے تو قوم بحیثیت مجموعی بھی مجھ سے تباہی سے بچنے کی ضمانت لے۔ پھر فرمایا ہے کہ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو تا کہ اس میں اور برکت پڑے۔ چھپا کر بھی خرچ کرو اور اعلانیہ بھی خرچ کرو۔ غریبوں کا بھی خیال رکھو، ان کی ضرورتیں بھی پوری کرو اور زکوٰۃ کی طرف بھی توجہ دو تا کہ قومی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور غریبوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوں۔ اور جب تم خرچ کر رہے ہو تو یاد رکھو کہ تم اپنے فائدے کا سودا کر رہے ہو اس لئے کبھی دل میں احسان جتانے کا خیال بھی نہ لاؤ اور جب فائدے کا سودا کر رہے ہو تو پھر عقل تو یہی کہتی ہے کہ بہترین حصہ جو ہے وہ سودے میں استعمال کیا جاتا ہے تا کہ فائدہ بھی بہترین شکل میں ہو۔ تو اس سے مال میں جو اضافہ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے تمہیں اس نیکی کا ثواب بھی ملنا ہے۔

(خطبہ جمعہ 7 نومبر 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسولؐ

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

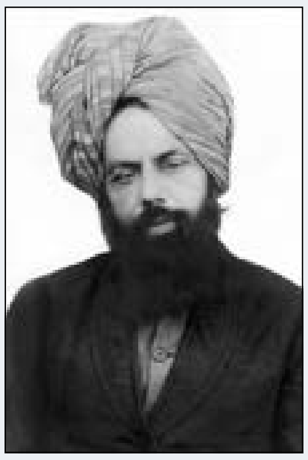

تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

مَیں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے… جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟…

یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا مَیں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت مَیں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 393-394 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

- مبارک کو میں نے ستایا نہیں (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- اسلام کا فلسفہ اخلاق

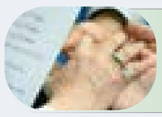

دربارِ خلافت

قرآن میں تمام سابقہ انبیاء کی اچھی باتیں جمع کر دی ہیں

سرزمین کابل تو خدا کی نظر سے گر گئی ہے

سوال: (میرا نام جونئیر ہے اور میں نے اپنا مسلمان نام جنید اپنایا ہے) پیارے حضور! کئی نو مبائع ایسے ہیں جو مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا وجود ہزاروں سالوں سے ہے۔ میں سموٴان ثقافت سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمیں اپنے آباوٴاجداد کی روایات، طور طریقے اور تہواروں کے متعلق کیا رائے رکھنی چاہئے؟ کیا ہمیں اپنے ماضی اور پچھلی تاریخ کا اعتراف کر کے اسے ماننا چاہئے یا کیا ہمیں اپنے سے پہلوں کی طرز زندگی سے دوری اختیار کر کے ممتاز رہنا چاہئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’دیکھیں! ہم بنیادی طور پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ملک میں انبیاء بھیجے اور سب ایک ہی تعلیم لے کر آئے۔ یعنی یہ کہ بنی نوع انسان اپنے خالق کے آگے جھکیں اور اس کے حقوق ادا کریں۔ ان انبیاء نے ہمیں اچھے اخلاق بھی سکھائے۔ یہ بات ہر مذہب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اہل کتاب کو فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو انہیں کہہ دے کہ ان باتوں کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں اور ان باتوں میں جو سب سے اہم بات ہے وہ واحد اور قادر مطلق خدا کی عبادت کرنا ہے۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اگرچہ دنیا میں مختلف قبائل اور قومیں ہیں لیکن ان سب کی تعلیم و تربیت ان کے انبیاء نے کی۔ ہر مذہب کی اصل اور بنیادی تعلیم یہی تھی کہ وہ اپنے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں جو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ یعنی اپنے حقیقی خالق کے آگے جھکیں۔ نیز اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کی عزت و تکریم کریں۔ یہ باتیں مشترک ہیں۔ پھر اس کے علاوہ بعض مخصوص روایات ہیں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تمام سابقہ انبیاء کی اچھی باتیں اس (قرآن) میں جمع کر دی گئی ہیں۔ قرآن کریم کی نئی تعلیمات کے علاوہ پرانی تعلیمات بھی موجود ہیں، جو سابقہ انبیاء لائے اور جو انہوں نے مختلف قوموں کو سکھائیں۔ اب آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنی روایات کی پیروی کریں؟ ایک بنیادی اصول آپ ضرور یاد رکھیں کہ کوئی بھی روایت جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور غیر مطلق ہونے کا انکار کرے اسے لازماً چھوڑ دیا جائے اس کے علاوہ کچھ کلچر کی روایات ہوتی ہیں۔ جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ آپ کو روزانہ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی سے نہیں روکتیں، نماز سے نہیں روکتیں، روزہ رکھنے سے، قرآن کریم پڑھنے سے، عمدہ اخلاق دکھانے سے نہیں روکتیں۔ پس اگر وہ آپ کو ان باتوں کے کرنے سے نہیں روکتیں تو پھر اپ ان روایات پر عمل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ایسی روایت ہو جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو تو آپ کو اس سے رکنا ہو گا۔ اسلام عالمی مذہب ہے اور دنیا بھر سے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور اب بھی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہر ملک، ہر لوگ اور ہر قبیلہ کی مختلف روایات ہیں۔ وہ اپنی روایات پر عمل کر سکتے ہیں جب تک وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں۔ آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ شادی بیاہ کے موقع پر مختلف قبائل کے مختلف رسم و رواج ہیں۔ آپ انہیں ادا کر سکتے ہیں اگر وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں، اگر وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنے والی نہ ہوں تو پھر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی آپ کوئی عمل کر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ کا تقدس ہمیشہ قائم رہنا چاہئے۔ یہ بنیادی امر ہے۔‘‘

سوال: ایک خادم نے سوال کیا کہ ’’پیارے حضور! ہم افغانستان سے یہاں آئے ہیں۔ آپ کی نظر میں افغانستان میں احمدیت کا کیا مستقبل ہے؟‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’آپ آ گئے۔ باقی بھی چھوڑ کر آ رہے ہیں، تو مستقبل کیا ہونا ہے؟ جو احمدی تھے وہ چھوڑ کر آ گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؓ کی شہادت پر کہا تھا کہ ’’سرزمین کابل تو خدا کی نظر سے گر گئی‘‘ تو وہ تو اُس وقت تک گری رہے گی جب تک وہاں احمدی نہیں پیدا ہوتے۔ جب سارے احمدی وہاں سے چھوڑ کر آ جائیں گے تو وہ اور گر جائے گی۔ ہر قوم کے لیے جہاں ترقی ہوتی ہے وہاں زوال بھی ہوتا ہے۔ جب زوال کی ایک حد تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی حالتوں کو بدلتا ہے۔ تو ہو سکتا ہے جب یہ لوگ زوال کی انتہا کو پہنچ جائیں، جب سارے احمدی وہاں سے نکل آئیں گے، جب تباہی کی انتہا ہو جائے گی، تو پھر ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی ایسا شخص کھڑا ہو جو دوبارہ اس کو سنبھالنے لگے اور پھر مذہبی آزادیاں پیدا ہوں، پھر وہاں احمدیت کا نفوذ ہو، پھر آگے دوبارہ نئے سرے سے مستقبل بہتر ہو سکتا ہے۔ اس وقت تک تو کوئی مستقبل نظر نہیں آ رہا۔ آپ بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ دعا کرتے رہا کریں۔ آپ کو ہمدردی ہے نا؟ آپ کا ملک ہے۔‘‘

موصوف نے جواب دیا ’’جی بالکل۔‘‘

حضور انور نے فرمایا ’’بس پھر اس کے لیے آپ سے زیادہ کون دعا کر سکتا ہے؟‘‘

(روزنامہ الفضل آن لائن 15 ستمبر 2022ء)

مبارک کو میں نے ستایا نہیں

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

ایک دفعہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بچپن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اُن کے بھائی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد (مرحوم) ان سے ناراض ہو گئے ہیں اور کسی طرح راضی نہیں ہو رہے۔ حضور نے جو اس وقت ایک کتاب تصنیف فرما رہے تھے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر دیے جو حضرت نواب مبارکہ بیگم نے صاحبزادہ صاحب کے سامنے پڑھ دیے تو وہ خوش ہو گئے۔

(روایت حکیم دین محمد صاحب رجسٹر روایات جلد 13 صفحہ 62)

مبارک کو میں نے ستایا نہیں
کبھی میرے دل میں یہ آیا نہیں

میں بھائی کو کیونکر ستا سکتی ہوں
وہ کیا میری امّاں کا جایا نہیں

الٰہی! خطا کر دے میری معاف
کہ تجھ بِن تو ربّ البرایا نہیں!

(درثمین صفحہ 99)

دعا کا تحفہ

دُعائے استخارہ

نبی کریمؐ نے اپنے صحابہؓ کو ہر اہم دینی و دنیوی کام سے پہلے اس کے بابرکت ہونے اور کامیابی کے لئے دُعائے خیر کی تعلیم دی جسے صلوٰۃ الاستخارہ کہتے ہیں۔ استخارہ سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں۔ سورہ فاتحہ کے علاوہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ قعدہ میں تشہد، درود شریف اور ادعیہ مسنونہ کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ یہ دُعا پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسۡتَخِیۡرُكَ بِعِلۡمِكَ وَ اَسۡتَقۡدِرُكَ بِقُدۡرَتِكَ وَ اَسۡاَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ الۡعَظِیۡمِ، فَاِنَّكَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَ تَعۡلَمُ وَ لَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبُ، اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ مَعَاشِیۡ وَ عَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ فَاقۡدُرۡهُ لِیۡ وَ یَسِّرۡهُ لِیۡ ثُمَّ بَارِكۡ لِیۡ فِیۡهِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ مَعَاشِیۡ وَ عَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡهُ وَاقۡدُرۡ لِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِهٖ

(ترمذی کتاب الدعوات وابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰة)

ترجمہ: اے اللہ! میں بھلائی چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تیری قدرت کے ساتھ تیری تقدیر خیر کا طلبگار ہوں۔ اور تیرا عظیم فضل تجھ سے ہی مانگتا ہوں کیونکہ تجھے سب طاقت ہے اور مجھے کوئی طاقت نہیں اور تو سب علم رکھتا ہے اور مجھے کوئی علم نہیں (اور تو) غیب کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ معاملہ جو درپیش ہے میرے دین اور دنیا میں اور میرے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے واسطے مقدر فرما دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے پھر اس میں میرے لئے برکت ڈال دے اور اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام میرے دین و دنیا اور میرے انجام کے لحاظ سے مضر ہے تو تو اسے مجھ سے دور کر دے اور مجھے اُس سے دور ہٹا لے اور جہاں کہیں سے بھی ہو میرے لئے بھلائی مقدر کر دے اور پھر اِس بارہ میں مجھے تسکین اور رضا عطا کر دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 81-82)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11/ نومبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپؐ کی تدفین کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اشعار یہ بیان کئے جاتے ہیں: (ترجمہ) اَے آنکھ تجھے سیّد دو عالَمؐ پر رونے کے حق کی قسم! تُو روتی رہ اور اب تیرے آنسو کبھی نہ تھمیں۔۔۔ اَے آنکھ خندف (یعنی قبیلہ ٔقریش) کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو کہ شام کے وقت لحد میں چھپا دیئے گئے ہیں۔۔۔ پس بادشاہوں کے بادشاہ، بندوں کے والی اور عبادت کرنے والوں کے ربّ کا آپؐ پر درود ہو۔۔۔ پس حبیب کے بچھڑ جانے کے بعد اب کیسی زندگی، دس جہانوں کو زینت بخشنے والی ہستی کی جدائی کے بعد کیسی آراستگی۔۔۔ پس جس طرح ہم سب زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے، کاش! موت بھی ہم سب کو ایک ساتھ گھیرے میں لے لیتی

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا، آپؓ کی سیرت کا کچھ بیان ہوا تھا، اِس بارہ میں جو روایات ہیں اُن میں یہ بھی ہے کہ آپؓ ماہر حسب و نسب اور شعری ذوق بھی رکھنے والے تھے۔

ماہر حسب ونسب

آپؓ لوگوں میں سب سے زیادہ اہل عرب کے حسب ونسب کو جاننے والے تھے۔ فن علم الانساب میں کمال تک پہنچے ہوئے جُبیرؓ بن مُطعم نے کہا: مَیں نے نسب کا علم حضرت ابوبکرؓ سے سیکھا ہے، خاص طور پر قریش کا حسب و نصب، کیونکہ آپؓ قریش میں سے اُن کے حسب و نسب اور جو اچھائیاں اور برائیاں اُن کے نسب میں تھیں اُن کا آپؓ سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور آپؓ اُن کی برائیوں کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔

اہل مکہ کے نزدیک بہترین لوگوں میں سے

اہل مکہ کے نزدیک آپؓ اُن کے بہترین لوگوں میں سے تھے چنانچہ جب بھی اُنہیں کوئی مشکل پیش آتی تو آپؓ سے مدد طلب کرتے۔

اِن اشعار کے پیچھے ابوبکر کی رہنمائی اور مشورہ شامل ہے

جب شعراءِ قریش نے آنحضرتؐ کی ہَجْو میں اشعار کہے تو حضرت حسّانؓ بن ثابت کے سپرد یہ خدمت ہوئی کہ وہ اشعار میں ہی اُن کی ہَجْو کا جواب دیں۔ حضرت حسّانؓ جب بخدمت آنحضرتؐ حاضر ہوئے تو آپؐ نے اُنہیں فرمایا! تم قریش کی ہَجْو کیسے کہو گے جبکہ مَیں خود بھی قریش میں سے ہوں؟ اِس پر اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کو اُن سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے یا مکھن سے بال۔ آپؐ نے فرمایا! تم ابوبکر کے پاس جاؤ اور اُن سے قریش کے نصب کے بارہ میں پوچھ لیا کرو۔ حضرت حسّان کہتے پھر مَیں اشعار لکھنے سے پہلے بخدمت حضرت ابوبکرؓ حاضر ہوتا اور وہ میری قریش کے مَردوں اور عورتوں کے بارہ میں رہنمائی فرماتے۔ چنانچہ جب حضرت حسّان کے یہ اشعار مکہ جاتے تو مکہ والے کہتے کہ اِن اشعار کے پیچھے ابوبکر کی رہنمائی اور مشورہ شامل ہے۔

عربوں کی باہم جنگوں کی تاریخ کے بہت بڑے عالِم

حضرت ابوبکرؓ علم الانساب کی طرح ایّام عرب یعنی عربوں کی باہم جنگوں کی تاریخ کے بھی بہت بڑے عالِم تھے۔

شعری ذوق

حضرت ابوبکرؓ باقاعدہ شاعر تو نہ تھے لیکن شعری ذوق خوب تھا۔ آپؓ کے سیرت نگاروں نے یہ بحث اُٹھائی ہے کہ آپؓ نے باقاعدہ طور پر شعر کہے تھے یا نہیں اور کچھ سیرت نگاروں نے نفی کی ہے کہ آپؓ نے اشعار کہے ہوں گے البتہ بعض سیرت نگاروں نے آپؓ کے کچھ اشعار کا بھی ذکر کیا ہے۔ اِسی طرح آپؓ کے اشعار پر مشتمل 25 قصائد پر مشتمل ایک مخطوطہ، جو کہ ترکی کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آپؓ کے اشعار ہیں۔ اِس میں کسی لکھنے والے نے یہاں تک لکھا ہے کہ مجھے اِن اشعار کی آپؓ کی طرف نسب کی تصدیق الہامی طور پر ہوئی ہے۔ طبقات ابن سعدؒ اور سیرت ابن ہشّامؒ نے یہی لکھا ہے کہ آپؓ نے کچھ اشعار کہے تھے۔

سب سے بڑھ کر اپنی رفاقت اور مال کے ذریعہ نیکی کرنے والا

حضرت ابوسعید خُدریؓ نے بیان کیا: نبیؐ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے دنیا کا یا اُس کا جو اِس اللہ کے پاس ہے تو اُس نے جو اللہ کے پاس ہے اُس کو پسند کیا۔ اِس پر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے تو مَیں نے اپنے دل میں کہا: اِس بزرگ کو کیا بات رُلا رہی ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے بندہ کو دنیا یا جو اُس کے پاس ہے پسند کرنے کے متعلق اختیار دیا ہے تو پھر اِس نے جو اللہ عزوجل کے پاس ہے اُسے چن لیا ہے تو رسول اللہؐ ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا! ابوبکر مت رو، یقیناً تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر مجھ سے نیکی کرنے والا، اپنی رفاقت اور اپنے مال کے ذریعہ ابوبکر ہی ہے۔ اگر مَیں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو مَیں ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی برادری اور محبّت ہی ہے، مسجد میں کوئی دروازہ نہ رہے مگر بند کر دیا جائے سوائے ابوبکر کے۔ دروازہ کی تشرح بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اِس میں یہی سرّ ہے کہ مسجد چونکہ مظہر اسرار الٰہی ہوتی ہے اِس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہو گا۔

مجموعۃ الفراستین

آپؑ فرماتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ اور صحابہ محروم تھے بلکہ ابوبکر کی فضیلت وہ ذاتی فراست تھی جس نے ابتداء میں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہاء میں بھی، گویا ابوبکر کا وجود مجموعۃ الفراستین تھا۔ حضرت ابوبکرؓ صاحب تجربہ اور صاحب فراست لوگوں میں سے تھے۔۔۔ آپؓ مصائب پر صبر کرنے والے اور صاحب ریاضت تھے، پس اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اپنی آیات کے مُورِد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے چُنا اور آپؓ کے صدق وثبات کے باعث آپؓ کی تعریف کی، یہ اشارہ تھا اِس بات کا کہ آپؓ رسول اللہؐ کے پیاروں میں سے سب سے بڑھ کر ہیں۔

رسول اللہؐ کے بعد سب سے بڑے مُعبّر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرؤیاء کا فن بھی بہت آتا تھا، علم تعبیر میں آپؓ بڑا ملکہ رکھتے تھے، علم تعبیر میں آپؓ کو سب سے زیادہ فوقیت حاصل تھی یہاں تک کہ حضور سرور کائناتؐ کے عہد مبارک میں آپؓ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے۔ امام محمدؒ بن سیرین فرماتے ہیں: رسول اللہؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے بڑے مُعبّر تھے۔

مَردوں میں سب سے پہلا مسلمان کون تھا؟

اِس بارہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی تصنیف سیرت خاتم النبیینؐ میں سب سے پہلے نبی کریمؐ پر کون ایمان لایا تھا پر بحث کرتے ہوئے تفصیلی نوٹ لکھا ہے نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلّمہ طور پر مقدّم اور سابق بالایمان قرار دیا ہے۔

مخالف بھی نیکی اور اخلاق فاضلہ کے قائل

حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا انسان جس کا سارا مکہ ممنون احسان تھا، وہ جو کچھ کماتے تھے غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کر دیتے۔ آپؓ ایک دفعہ مکہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے کہ ایک رئیس آپؓ سے راستہ میں ملا اور اُس نے پوچھا: ابوبکر تم کہاں جا رہے ہو؟ آپؓ نے فرمایا! اِس شہر میں اب میرے لئے امن نہیں ہے، مَیں اب کہیں اور جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا: اگر تمہارے جیسا نیک آدمی شہر سے نکل گیا تو شہر برباد ہو جائے گا، مَیں تمہیں پناہ دیتا ہوں تم شہر چھوڑ کر نہ جاؤ۔۔۔ یہ آپؓ کے تقویٰ اور طہارت کا کتنا زبردست ثبوت ہے کہ محمد رسول اللہؐ کے وہ شدید دشمن تھے اور آپؐ کو گالیاں بھی دیا کرتے تھے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پاکیزگی کے وہ اتنے قائل تھے کہ اُس رئیس نے کہا کہ آپ کے نکل جانے سے شہر برباد ہو جائے گا۔

امامت نماز

نبی کریمؐ کی عدم موجودگی جن چند احباب کو مسجد نبویؐ میں نماز پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی اُن میں حضرت ابوبکرؓ بھی ہیں اور آپؓ کی ایک خصوصی سعادت یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ کے آخری ایّام میں بالخصوص آپؐ کے ارشاد کے مطابق نمازیں پڑھانے کی سعادت میسر آئی۔

شفقت اولاد

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی اولاد سے بہت محبّت تھی، آپؓ اپنے قول وعمل سے اکثر اِس بات کا اظہار بھی کرتے رہتے۔ بڑے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ الگ مکان میں رہتے تھے لیکن اُن کے گھر کا خرچ آپؓ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ آپؓ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زُبیرؓ بن العوام سے ہوئی تھی، وہ شروع شروع میں بہت تنگ دست تھے گھر میں کوئی خادمہ رکھنے کی مقدرت نہ تھی اِس لئے حضرت اسماءؓ کو بہت کام کرنا پڑتا، وہ آٹا گوندھتیں، کھانا پکاتیں، پانی بھرتیں، ڈول سیتیں اور کافی فاصلہ سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سَر پر لاد کر لاتیں یہاں تک کہ گھوڑے کو چارہ بھی کھلاتیں۔ آپؓ کو جب اِن حالات کا علم ہوا تو ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کو چارہ کھلاتا اور اُس کی دیکھ بھال کرتا۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں خادم بھیج کر گویا ابّا جان نے مجھے آزاد کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی عاتکہ سے محبّت کی وجہ سے جہاد پر جانا چھوڑ دیا تھا، حضرت ابوبکرؓ یہ برداشت نہ کر سکتے تھے، اُنہوں نے بیٹے کو حکم دیا کہ تم نے بیوی کی وجہ سے جہاد پر جانا چھوڑ دیا ہے تو اُسے طلاق دے دو۔ اُنہوں نے حکم کی تعمیل تو کر دی لیکن عاتکہ کے فراق میں بڑے پُر درد اشعار کہے۔ آپؓ کے کانوں تک یہ اشعار پہنچے تو آپؓ کا دل پسیج گیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت براءؓ نے بیان کیا کہ مَیں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اُن کے گھر والوں کے پاس اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اُن کی بیٹی عائشہؓ لیٹی ہوئی ہیں، اُنہیں بخار ہو گیا تھا، مَیں نے دیکھا کہ آپؓ نے حضرت عائشہؓ کے رخسار پر بوسہ دیا، اُن کی طبیعت پوچھی اور کہا! اَے میری بیٹی تم کیسی ہو۔

خطبہ ٔثانیہ سے قبل: حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ذکر اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آئندہ بھی بیان ہو گا کچھ۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس دورے کو ہر لحاظ سے اپنے فضلوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آئندہ بھی نوازتا رہے

اللہ تعالیٰ کرے کہ مسجدوں سے یہ تعلق اور عبادتوں کی فکر ان میں دائمی ہو جائے اور ہمیشہ رہنے والی ہو اور مسجدیں ہمیشہ آباد رہیں
جس طرح اخلاص و وفا کے نظارے افراد جماعت نے دکھائے ہیں وہ ہمیشہ ان میں قائم رہیں

خواہش اور دعا ہے کہ یہ عبادت گاہ ہمارے ماضی اور مستقبل کے درمیان ایک پل کا کام کرے (میئر زائن)

ظلم وستم کی جاری داستان کے باوجود امام جماعت نے دوسروں سے انتقامی تشدد کرنے سے منع فرمایا جو ایک بہت عظیم عمل ہے (آنربیل مائیکل مک کال)

حالیہ دورۂ امریکہ کے احمدیوں اور دیگر احباب پر اثرات، غیروں کے تاثرات اور دورے کے نتیجے میں نازل ہونے والے بے شمار الٰہی افضال کا ایمان افروز تذکرہ

امریکی اور انٹرنیشنل ذرائع ابلاغ میں دورے کی وسیع تشہیر

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ دنوں جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں

امریکہ کی بعض جماعتوں کے دورہ پر

تھا۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی اور جماعتی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ سے بھی خبریں پہنچتی رہی ہیں۔ یہ دورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و خوبی سے ہوا۔ بہرحال اس کے علاوہ دوسرے دنیاوی چینل بھی اس کی کافی کوریج دیتے رہے ہیں۔

ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھنے میں آئے ہیں۔

اپنوں پر بھی اس دورے کا نیک اثر قائم ہوا اور غیروں پر بھی۔ ایک خادم نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ میرے ذہن میں جماعت اور خلافت کے متعلق کچھ باتیں پیدا ہو رہی تھیں، کچھ تحفظات تھے جو اب اس دورہ کی وجہ سے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے مثبت تاثرات ہیں۔ پھر لوگوں کے، بچوں، عورتوں، مردوں کے ملاقات کے بعد جو جذباتی تاثرات ہوتے تھے ان کی اپنی ایک لمبی فہرست ہے۔ وہ رپورٹوں میں آپ پڑھتے رہے ہوں گے۔ پھر زائن میں بھی، ڈیلس میں بھی اور بیت الرحمٰن میری لینڈ میں بھی

نمازوں پر عورتوں، بچوں اور مردوں کی جو حاضری

ہوتی تھی وہ کافی تعداد میں ہوتی تھی اور جس طرح وہ میرے آتے جاتے وقت اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے اس سے صاف نظر آ رہا ہوتا تھا کہ ان کے دلوں میں خلافت سے محبت کا تعلق ہے اور اخلاص و وفا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ بھی، امیر لوگ بھی، دنیاوی لحاظ سے مصروف لوگ بھی نماز کے لیے کئی کئی گھنٹے لائن میں آ کر لگ جاتے تھے تا کہ مسجد میں جگہ مل جائے۔ یہ نہیں کہ فارغ لوگ ہیں جو آ گئے۔ ان میں بھی یہ تبدیلی اس بات کا اظہار ہے یا یہ رویہ، یہ اظہار اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین اور جماعت کی محبت ان کے دلوں میں ہے۔ خلافت سے تعلق ان کے دلوں میں ہے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر کے بچے پانچ چھ گھنٹے لائن میں لگ جاتے تھے کیونکہ چیکنگ اور کووڈ ٹیسٹ کی وجہ سے دیر لگ جاتی تھی لیکن کبھی کسی نے بھی، نہ مہمانوں نے، نہ اپنوں نے، کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ اپنوں نے بھی

نظام کی مکمل اطاعت اور اخلاص و وفا کے نمونے

دکھائے۔ اور زائن میں بلکہ ایک مہمان نے بھی اس بات کو دیکھا اور کہا کہ مَیں نے دیکھا کہ کتنا smooth نظام چل رہا تھا کہ باقاعدہ چیکنگ ہو رہی تھی، دیر لگ رہی تھی لیکن اس کے باوجود کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ایک گیارہ بارہ سال کے لڑکے کے ماں باپ مجھے کہنے لگے کہ ہمارا بیٹا جب سے آپ آئے ہیں مسجد میں آنے کے لیے پانچ چھ گھنٹے پہلے آ کر لائن میں لگ جاتا ہے اور کسی چیز کی پروا نہیں ہے حالانکہ پہلے یہ اس فکر سے نمازوں میں کبھی نہیں آیا۔ بہرحال بچوں میں، لڑکوں میں، لڑکیوں میں، سب میں مَیں نے خوشی اور اظہار کا تعلق دیکھا۔ یہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ حاضری جو ہر جگہ نمازوں پر ہوتی تھی وہ انتظامیہ کی توقعات سے بہت بڑھ کر ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ مسجدوں سے یہ تعلق اور عبادتوں کی فکر ان میں دائمی ہو جائے اور ہمیشہ رہنے والی ہو اور مسجدیں ہمیشہ آباد رہیں۔ جس طرح اخلاص و وفا کے نظارے افراد جماعت نے دکھائے ہیں وہ ہمیشہ ان میں قائم رہیں۔

امریکہ جیسے ملک میں لوگوں کا خیال ہے کہ لوگ دین کو بھول جاتے ہیں لیکن مجھے تو اکثریت میں اس طرف توجہ اور فکر نظر آئی۔ جو مالی قربانیوں میں کمزور ہیں وہ بھی اپنے لیے اور اپنے بچوں، نسلوں کے لیے دین سے اور خلافت سے جڑے رہنے کے لیے خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت اور امریکہ کے اخلاص و وفا کو ہمیشہ بڑھاتا رہے۔

اسی طرح لجنہ، خدام، انصار بلکہ بچوں نے بھی اس عرصہ میں بہت محنت سے اپنی ڈیوٹیاں دی ہیں۔ عورتوں، مردوں نے کئی کئی دن جاگ کر تیاریاں کی ہیں۔ حاضری بھی ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسے مَیں نے کہا کافی زیادہ تھی، ہزاروں میں ہوتی تھی اور ان کی

حاضری بیت الرحمٰن میں تو جلسہ کی حاضری سے بڑھ کر تھی

لیکن بڑے منظّم طریقے سے انہوں نے اپنے کام کو سنبھالا ہے۔ اللہ کرے کہ افراد جماعت امریکہ کے اخلاص و وفا کا یہ معیار ہمیشہ بڑھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ تبدیلی عارضی نہ ہو بلکہ ہمیشہ کے لیے ہو۔

اس وقت میں

غیروں کے کچھ تاثرات

بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے غیروں کے دلوں پر بھی غیر معمولی اثر ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے سینے مزید کھولے اور یہ لوگ سچائی کو پہچاننے والے بھی بن جائیں۔ بہرحال کچھ تاثرات پیش کرتا ہوں۔ زائن میں جو مسجد بنی ہے ’فتح عظیم‘، اس کے حوالے سے وہاں جو فنکشن ہوا تھا اس میں 161 غیر مسلم اور غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی جن میں کانگریس مین، کانگریس وومن، میئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء، انجینئرز، سیکیورٹی کے اداروں کے نمائندگان اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے شامل ہوئے تھے۔

زائن کے شہر کے میئر آنریبل بلی میکینی (Billy Mckinney) نے اپنے تاثرات میں بیان کیا کہ میرے لیے جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے عالمی راہنما کو مسجد فتح عظیم کے موقع پر زائن شہر میں خوش آمدید کہنا انتہائی اعزاز کی بات ہے۔ پھر کہنے لگے یہاں زائن میں ہمارا ماٹو Historic past and dynamic future ہے اور ہمارے شہر کے قلب میں یہ خوبصورت مسجد اس ماٹو کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ پھر کہتے ہیں

خواہش اور دعا ہے کہ یہ عبادت گاہ ہمارے ماضی اور مستقبل کے درمیان ایک پل کا کام کرے۔

یہ جانتے ہوئے کہ یہ مسجد ایسی شاندار ایمان سے بھرپور کمیونٹی کے نمائندوں سے بھری ہوئی ہے مجھے زائن شہر کے مستقبل کے لیے بھی امید دلاتی ہے۔ جب میں اس پیغام کو دیکھتا ہوں جو احمدیہ کمیونٹی ہمارے شہر میں لے کر آئی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ تو یہ امید غیروں کو بھی ہم سے ہو رہی ہے۔ پھر کہتا ہے کہ یہ ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتی ہے جنہوں نے عیسائیوں کے ساتھ عہد کیا تھا۔ پھر آگے کہتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی کی طرف سے اس شہر میں جو شاندار خدمات سرانجام دی گئی ہیں اور اس شہر کی ترقی اور اس کے لوگوں کی فلاح و بہبود کو بہتر بنانے کے لیے جو کام کیے گئے ہیں ان پر میں آپ کا تہ دل سے شکرگزار ہوں اور ہم اس شہر کی کلید امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ چابی دیتے ہیں۔ پھر

انہوں نے شہر کی چابی بھی پیش کی۔

زائن شہر کے میئر کے مزید تاثرات یہ ہیں، کہتے ہیں کہ میں یہاں 1962ء سے مقیم ہوں۔ یہ پروگرام زائن شہر اور جماعت کے لیے ایک تاریخی پروگرام ہے۔ پھر مجھے بھی انہوں نے بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ آج تم نے مجھے speechless کر دیا ہے اور کہنے لگے کہ آپ کی موجودگی کا احساس بہت عمدہ ہے۔

ممبر آف الینوئے (Illinois) جنرل اسمبلی آنریبل جوئس میسن (Joyce Mason) نے اپنے تاثرات میں کہا کہ یہاں زائن میں مسجد فتح عظیم کے افتتاح کی اس تاریخی تقریب کا حصہ بننا میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔ زائن احمدیہ مسلم کمیونٹی کے لیے تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ آج اس شہر کے لیے خاص دن ہے۔ زائن ایک ایسی جگہ تھی جس کی بنیاد پچھلی صدی کے آغاز میں الیگزینڈر ڈووی نے رکھی تھی جو اسے ایک تھیوکریٹک شہر بنانا چاہتے تھے جس کے دروازے اس کے ماننے والوں کے علاوہ باقی ہر ایک کے لیے بند تھے لیکن آج زائن شہر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا گھر ہے۔ اور

یہ مسجد متعصبین کے بارے میں مومنوں کی دعاؤں کی فتح کی علامت ہے۔

میں احمدیہ مسلم کمیونٹی کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ غیروں کو بھی اس مقابلے کا اچھی طرح پتہ لگ گیا۔ پھر کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ امن کے فروغ کے حوالے سے ایک سرکردہ مسلم راہنما ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ انہوں نے امن کے قیام پر زور دیتے ہوئے دنیا بھر کے قانون سازوں اور دیگر راہنماؤں سے بات کی ہے۔ پھر کہتی ہیں: زائن شہر کی خوش قسمتی ہے کہ امن پسند اور دوسروں کی خدمت کرنے والی جماعت نے یہاں آباد ہونے اور اتنی خوبصورت مسجد بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

میری دلی تمنا ہے کہ یہ مسجد نہ صرف اس شہر بلکہ چاروں اطراف کے لیے امید کی کرن بن جائے۔

میں اس کمیونٹی کو نئی مسجد کے افتتاح پر مبارکباد دیتے ہوئے ایوان میں ایک قرارداد پیش کر رہی ہوں۔

پھر ڈاکٹر کترینہ لینٹوس (Katrina Lantos) جو کہ لینٹوس (Lantos) فاؤنڈیشن فار ہیومن رائٹس اینڈ جسٹس کی صدر ہیں، کہتی ہیں مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جب بھی میں احباب جماعت کے ساتھ ملتی ہوں تو میری روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ یہاں زائن میں ہونے والے مباہلہ کے بارے میں سن کر بہت حیرت ہوئی کہ

اس زمانہ میں جبکہ موبائل فون، کمپیوٹر اور دیگر ذرائع مواصلات موجود نہیں تھے اس وقت بھی اس مقابلہ کو اتنی تشہیر ملی۔

ایک نظریہ ڈاکٹر جان ڈووی کا تھا جس کی بنیاد نفرت، باہمی تفریق اور تعصّب پر تھی اور دوسرا نظریہ جو کہ بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحبؑ کا تھا جو کہ باہمی عزت اور بردباری پر مشتمل تھا اور ایک ایسی شخصیت کی طرف سے تھا جنہوں نے اس کا نتیجہ کلیۃً اللہ کے ہاتھ میں چھوڑ رکھا تھا۔ پھر نتیجۃً ہم جانتے ہیں کہ اس مباہلے میں کس کی فتح ہوئی اور یقیناً یہ مسجد جس کا اب افتتاح ہونے جا رہا ہے جس کا نام ’فتح عظیم‘ مسجد رکھا گیا ہے، اس کا مطلب ہے ’ایک عظیم الشان فتح‘ جو کہ اس مباہلہ میں جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی۔ پھر کہتی ہیں کہ لیکن میرے خیال میں ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ وہ نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ انسانیت کی بھی فتح تھی کیونکہ اس سے باہمی عزت، محبت اور تحمل کی بھی فتح ہوئی جس کا نمونہ ہم اب اس عظیم الشان جماعت میں دیکھتے ہیں۔ پھر کہتی ہیں کہ آج جس طرح ہم یہاں اس خوبصورت اور پُرامن ماحول میں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں ان احمدیوں کو بھی یاد رکھنا ہوگا جو پاکستان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی وجہ سے روزانہ ناقابلِ بیان ظلم وستم، تشدد اور منافرت کا سامنا کرتے ہیں جو کہ حکومت وقت کی موجودگی میں بھی اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتے ہیں۔

پھر زائن کے سابقہ کمشنر ایموس مونک (Amos Monk) صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ کی تعلیمات ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور دنیا کو اس سے زیادہ آگاہی ہونی چاہیے۔ میرے خیال میں یہ آج کل کی دنیا کا خوبصورت ترین راز ہے۔ میں اپنے سامنے میز پر پڑے بروشر دیکھ سکتا ہوں جس پر عدل، انصاف، خلوص اور محبت کا پیغام ہے۔ یہی تو وہ چیزیں ہیں جس کی دنیا کو ضرورت ہے۔ نفرت ختم کر دیں تو دنیا جنت نظیر ہو جائے گی۔ میرے خیال میں یہ پیغام تمام دنیا کو سننا چاہیے۔ دنیا کے مسائل کا یہی واحد حل ہے۔

پروفیسر کریگ کونسڈائن (Craig Considine) جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب بھی لکھی ہوئی ہے، پروفیسر ہیں، ویسے بڑے پکے عیسائی ہیں، کہتے ہیں کہ میں اس بات سے بہت جذباتی ہو گیا کہ خلیفۂ وقت مجھے پرانے دوست کی طرح ملے۔

امام جماعت کی تقریر مجھے بہت پسند آئی۔

اس سے اسلام کے بارے میں میرا علم بڑھا ہے۔

جب مجھے اس خطاب کا متن ملے گا تو میں اسے اپنی اگلی کتاب میں استعمال کروں گا۔ پھر کہتے ہیں کہ امام جماعت نے بہت ہی خوبصورت انداز، آسان الفاظ میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ ہر کس و ناکس آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جو تمام انسانی اقدار اپنانے، باہمی احترام، برداشت، وقار اور عزتِ نفس کا خیال رکھنے پر توجہ دلائی ہے یہ مجھے خاص طور پر پسند آیا ہے۔ پھر کہتے ہیں آپ دراصل ہمیں ہم سب کو باہمی محبت کی طرف بلا رہے ہیں۔ انہوں نے وہاں بیٹھ کے خطبہ جمعہ بھی سنا تھا۔ پورا ایک گھنٹہ بیٹھے رہے اور پھر اس کے بعد انہوں نے کہا، مجھے بھی کہنے لگے کہ میں نے ایسا خطبہ پہلے کبھی نہیں سنا۔

الینوئے (Illinois) سے تعلق رکھنے والی ایک مہمان میلوڈی ہال (Melody Hall) کہتی ہیں کہ میں پراڈکٹ ڈویلپمنٹ منیجر ہوں۔ یہ پروگرام بہت دلچسپ تھا۔ میں نے بہت لطف اٹھایا۔

امام جماعت کا یہ پیغام کہ معاشرے میں متعصب شخص کی کوئی جگہ نہیں، بہت ہی شاندار پیغام تھا۔ آپ کو دیکھنا، آپ کی باتیں سننا، ایک بہت منفرد، اچھا احساس ہے۔ مجھے بہت مزہ آیا اور مجھے امام جماعت کی یہ بات بہت پسند آئی ہے کہ ہمارے پاس جو ہتھیار ہے وہ دعا کا ہتھیار ہے۔

ایک اَور مہمان جیف فینڈر (Geff Fender) نے کہا میں سرٹیفائیڈ پبلک اکاؤنٹنٹ ہوں اور رئیل اسٹیٹ کا کام بھی کرتا ہوں۔ یہ میرا پہلا تجربہ تھا۔ بہت متاثر ہوا ہوں۔ یہاں مسجد کے افتتاح پر آنا میری زندگی کا ایک انمول موقع تھا۔ پھر خطاب کا کہا کہ اس سے بڑا متاثر ہوا ہوں اور آپ لوگوں کے بارے میں بڑی نئی معلومات ملی ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ

میرے لیے دعوتِ مباہلہ ایک نئی چیز تھی اور میں اس کے بارے میں مزید پڑھوں گا۔

اس طرح تبلیغ کے راستے بھی کھلتے ہیں۔

ایک ہائی سکول ٹیچر میٹ رینڈر (Matt Render) بھی آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ مجھے امام جماعت کا پیغام اور جس طرح سمجھا رہے تھے، یہ انداز بہت اچھا لگا۔ میرے جیسے بہت سے لوگ اس پیغام کو آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔

ایمرجنسی سروسز سے تعلق رکھنے والی میری لو ہائیل برنڈ یا ہل برنڈ (Mary Lou Hildebrand) بھی اس پروگرام میں شامل تھیں۔ کہتی ہیں میں بہت متاثر ہوئی۔ آپ کے پیغام میں خلوص چھلکتا تھا۔ کوئی تکلف نہیں تھا۔ ہر لحاظ سے سچا اور کھرا انداز تھا۔ اس سے ہر کوئی آپ کے روزمرہ زندگی کا اندازہ کرسکتا ہے۔

ڈاکٹر جیسی راڈریگز (Jesse Rodriguez) بھی اس پروگرام میں شریک تھے۔ یہ Benton علاقہ کے سکولوں کے سپرنٹنڈنٹ ہیں، کہتے ہیں کہ

امام جماعت کے خطاب کا محور باہمی اتحاد تھا۔

بہت شاندار پیغام تھا۔ آپ نے کہا تمام مذاہب اہمیت رکھتے ہیں اور ہم سب اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ بہت ہی اچھا تھا۔

پھر ایک مقامی ہائی سکول کے پرنسپل زیک لیونگ سٹون (Zach Livingstone) کہتے ہیں کہ امام جماعت کی باتیں اپنے اندر ایک خاص جاذبیت رکھتی ہیں۔ خصوصاً انسانی حقوق اور خدمتِ انسانیت کے لیے کوششیں نہایت متاثر کن ہیں۔ آپ کا لوگو ’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘ تمام قوموں، تمام مذاہب اور خاص طور پر تمام زائن شہر میں گونجتا ہے۔ اس پیغام کی اشد ضرورت ہے۔

وبائی حالات کے بعد ہماری فیملیز اور طلبہ میں بہت جذباتی اور معاشی زوال آیا ہے اور ہمیں ان مسائل سے باہر نکلنے کے لیے اس پیغام کی اشد ضرورت ہے۔

ایک اَور مہمان شامل ہوئے۔ انہوں نے زائن مسجد کے سنگِ بنیاد کے موقع پر اینٹ بھی رکھی تھی۔ کہتے ہیں کہ آج ایک خوبصورت دن تھا۔ مجھے پچھلے سال اس مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے میں شامل ہونے کی توفیق ملی تھی۔ میں بہت خوش تھا کہ میں اسے مکمل ہوتا دیکھوں گا۔

آپ کی مسجد ہماری کمیونٹی کے لیے امید اور دوستی کا ذریعہ ہے۔

زائن کی پولیس کے چیف ایرک (Eric) صاحب کہتے ہیں بڑا اچھا پروگرام تھا۔ سب لوگوں کی طرف سے محبت اور خلوص دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ یہ پیغام کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کون ہیں۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہیں کیا ہی عمدہ اور خوبصورت پیغام ہے۔

ایک مہمان جینیفر (Jennifer) کہتی ہیں کہ اگر آپ کی جماعت کے اصولوں کی بات کی جائے تو وہ سب سے اعلیٰ ہیں۔ جب آپ زائن شہر میں قدم رکھتے ہیں تو پرانی عمارت پر ایک ماٹو ’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘ کا پیغام دکھائی دیتا ہے اور اس کی گونج آپ کے ساتھ رہتی ہے۔ یہ آواز آپ کے ساتھ رہتی ہے اور یہی زائن شہر کی اصل روح ہے۔

پھر ایک اَور مہمان چیری نیل (Cheri Neal) صاحبہ جو زائن ٹاؤن شپ کی سپروائزر ہیں کہتی ہیں انتظامات سے میں بہت حیران ہوئی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے۔

پھر ایک اَور مہمان نے کہا یہ جان کر بہت اچھا لگا کہ ہمارے درمیان آپ جیسے راہنما موجود ہیں جو کہ لاکھوں لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور لوگوں کو آپس میں جوڑتے ہیں۔ اس موضوع پر بات کرتے ہیں کہ ہم سب ایک ہیں اور ہر مذہب کی اہمیت ہے۔ یہ پیغام بہت اچھا اور پُراثر ہے۔

خاتون مہمان گلوریا (Gloria) صاحبہ کہتی ہیں: زائن کی تاریخ بہت معلوماتی تھی۔ اگرچہ میں یہاں پر رہتی ہوں لیکن اس جگہ کے بارے میں کافی چیزیں ایسی تھیں جو میں نہیں جانتی تھی۔ پھر ایک مہمان نے کہا۔ میں نے اس تقریب سے بھرپور لطف اٹھایا اور اس پیغام نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔

میں آپ کے ماٹو ’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘ کے بارے میں جانتا تھا لیکن آپ لوگوں کو دیکھ کر اس پر مزید یقین بڑھ گیا۔

مجھے بہت ساری چیزوں نے متاثر کیا ہے۔ اور پھر کہنے لگے امام جماعت نے جو یہ کہا کہ قرآن مجید ہی ایک وہ کتاب ہے جو تمام مذاہب کی حفاظت کرتی ہے میں نے یہ نئی بات سیکھی ہے۔ مجھے پہلے اس بات کا علم نہیں تھا۔

پھر ایک انڈین پروفیسر شوبھانہ شنکر (Shobana Shankar) صاحبہ، ان کی میرے سے ملاقات بھی ہوئی تھی، اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک کی پروفیسر ہیں۔ عبدالسلام ریسرچ سنٹر اٹلی سے بھی ریسرچ کر چکی ہیں۔ کچھ عرصہ یہ گھانا میں بھی رہی ہیں۔ انہوں نے اظہار کیا کہ آپ گھانا میں تھے۔ آپ کا کام زندہ ہے۔ یہ مجھے باتوں میں کہیں کہا۔ پروفیسر نے بتایا کہ افریقہ میں اس کی کئی پروفیسرز سے بات ہوئی ہے جو کہ احمدیہ گرلز سکول سے تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ لڑکیوں کے لیے بہترین سکول ہیں۔ یہ افریقہ میں جماعت کی تعلیمی خدمات اور تاریخ کو اجاگر کرنا چاہتی ہیں اور مغربی افریقی احمدیوں پر ایک کتاب لکھنا چاہتی ہیں۔ پروفیسر نے یہ کہا کہ مقامی زبان اور ترجمہ کرنے والوں سے استفادہ کرنے میں جماعت کی معاونت چاہیے تو بہرحال ان کو میں نے کہا تھا جہاں بھی آپ کو مدد کی ضرورت ہو گی ان شاء اللہ ہم مدد کر دیں گے اور مَیں نے کہا بلکہ گھانا کے علاوہ باقی ملکوں کو بھی آپ کو شامل کرنا چاہیے۔

پھر

ڈیلس (Dallas) میں بیت الاکرام مسجد کا افتتاح

ہوا۔ اس تقریب میں بھی 140؍غیر مسلم اور غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ ان میں سیاستدان، ڈاکٹرز، پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء، انجنیئرز، سیکیورٹی کے اداروں کے نمائندگان اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

ایلن (Allen) شہر کی سٹی کونسل کے ممبر کارل کلیمن سِچ (Carl Clemencich) جنہوں نے شہر کی چابی بھی پیش کی تھی انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا آج مسجد بیت الاکرام کے افتتاح کی تاریخی تقریب میں شامل ہونا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ میں میئر اور ایلن (Allen) شہر کی تمام سٹی کونسل کی طرف سے جماعت احمدیہ کو اس زبردست کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ میئر دو دن پہلے مجھے مل کے گئے تھے۔ مسجد میں آئے تھے اور ملے تھے اور معذرت کر رہے تھے کہ میں ملک سے باہر جا رہا ہوں اس لیے حاضر نہیں ہوسکوں گا اور اپنا نمائندہ بھیجوں گا۔ وہ میئر صاحب بھی اچھے ملنسار آدمی تھے۔

پھر میئر کے یہ نمائندے کہتے ہیں کہ ہم جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہیں جس میں غرباء کے لیے کھانا تقسیم کرنا، ضرورت مندوں کے لیے کپڑے جمع کرنا اور بہت سے دیگر مواقع پر اس علاقے کے ضرورت مند رہائشیوں کی مدد کرنا شامل ہے۔ پھر کہتے ہیں:

یہ ایلن شہر کی خوش قسمتی ہے کہ ایک امن پسند اور انسانیت کی خدمت کا جذبہ

رکھنے والی کمیونٹی نے اس شہر کو اپنایا اور اس شہر میں یہ خوبصورت مسجد بنائی۔

میری خواہش ہے کہ یہ مسجد نہ صرف اس شہر کے لیے بلکہ اس تمام علاقے کے لیے ایک امید کی کرن ثابت ہو۔ ایلن (Allen) شہر جو ہے یہ بھی ڈیلس (Dallas) کے بالکل ساتھ ہی جڑتا شہر ہے۔ اب تقریباً اس کا حصہ ہی بن چکا ہے۔ آخر میں انہوں نے میئر اور ایلن (Allen) شہر کی کونسل کی طرف سے شہر کی چابی بھی پیش کی۔

پروفیسر ڈاکٹر رابرٹ ہنٹ (Dr Robert Hunt) تقریب میں شامل تھے جو کہ سدرن میتھوڈسٹ یونیورسٹی پرکنز سکول آف تھیولوجی (Southern Methodist University,) (Perkins School of Theology) میں گلوبل تھیولوجیکل (Global Theological) شعبہ کے ڈائریکٹر ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میتھوڈسٹ یونیورسٹی سے مجھے اور میرے ساتھیوں کو آج کے تاریخی پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی۔ یہ ہمارے لیے بہت فخر کی بات ہے۔ اور پھر کہتے ہیں جماعت کے سربراہ،

امام جماعت احمدیہ دو خوبیوں کو فروغ دینے کے لیے وقف ہیں جس میں پہلی مذہبی آزادی اور دوسری بین المذاہب مکالمہ و مخاطبہ ہیں۔

ان دونوں خوبیوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے کیونکہ مذاہب کے اندر اگر باہمی افہام وتفہیم نہ ہو اور باہمی احترام نہ ہو تو تفرقہ کی آواز کو تقویت ملتی ہے اور میں یہ بات اس بنیاد پر کرتا ہوں کہ میری آدھی بالغ زندگی ایسے ممالک میں گزری ہے جہاں میں خود مذہبی اقلیت میں تھا۔ پھر کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور اسی وجہ سے یہ جماعت مذہبی آزادی کی کاوشوں میں صفِ اول پر رہی اور یہی چیز ہے کہ جب تک ہم ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور کھلی ذہنیت کے ساتھ پیش نہ آئیں ہم تفرقہ بازی پر قابو نہیں پا سکتے اور منفی افکار کو معاشرے سے ختم نہیں کر سکتے۔

پھر ریپبلکن (Republican) کانگریس مین آنریبل مائیکل مک کال (Michael McCaul) نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں کہ دنیا کے تین مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنی تاریخ جوڑتے ہیں اور پھر مجھے انہوں نے کہا کہ آپ کا اعتقاد ہے کہ حضرت ابراہیم سے وابستہ یہ تینوں مذاہب امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اس بات کا تجربہ جماعت احمدیہ سے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے۔ پھر کہنے لگے مجھے امام جماعت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی تعلیم نئے عہد نامہ و انجیل کے بارے میں بات کرنے کا موقع ملا۔ ان سے بات ہوتی رہی اور کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' یہ بھی ان کے پاس تھی، کہتے ہیں میں نے آدھی پڑھ لی ہے اور پڑھ رہا ہوں۔ بڑی دلچسپ ہے اور مزید ریسرچ کروں گا۔ کہتے ہیں اس کتاب سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں بھی بہت ساری نئی باتیں مجھے پتہ لگ رہی ہیں۔ اچھے پڑھے لکھے ہیں اور مذہب سے دلچسپی رکھنے والے ہیں۔ بہرحال کہتے ہیں کہ نئے عہد نامہ اور انجیل کے بارے میں بات کرنے کا موقع ملا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم جماعت احمدیہ سے امن، رحم دلی اور محبت کے بارے میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ میری پرورش کیتھولک ہوئی ہے۔ میں اب امریکی کانگریس میں احمدیہ کاکس (Ahmadiyya Caucus) کا چیئرمین ہوں۔ ہماری جماعت کے حق میں بولنے والے آواز اٹھانے والے جو لوگ ہیں یہ اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ پھر کہتے ہیں خاص طور پر دنیا میں امن پھیلانے اور قوموں میں اتحاد قائم کرنے، عدم تشدد، انتہا پسندی کا خاتمہ، غربت کے خاتمہ، اقتصادی مساوات، عالمی انسانی حقوق کے لیے اور عالمی مذہبی آزادی کے لیے آپ کی کوششوں کو سراہتا ہوں۔ پھر کہتے ہیں متعدد احمدی مسلمانوں کو ٹارگٹ کر کے قتل کیا گیا۔ اس

ظلم وستم کی جاری داستان کے باوجود امام جماعت نے دوسروں پر انتقامی تشدد کرنے سے منع فرمایا جو ایک بہت عظیم عمل ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ امام جماعت نے بار بار دنیا کے راہنماؤں کو سمجھایا کہ حقیقی اور دیرپا امن کے لیے انصاف ضروری ہے۔ مظلوم قوموں کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی۔ اس طرح کے خیالات کا اظہار انہوں نے کیا۔ کافی لمبے اظہارات ہیں۔

ایک مہمان ٹام بیری (Tom Berry) کہتے ہیں کہ میں امام جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا پیغام، مہمان نوازی، باہمی میل جول سب کچھ بہت خوب تھا۔ بلاشبہ یہ ایک نعمت ہے کہ عقیدے یا مذہب سے قطع نظر ایک دوسرے کی زیادہ سے زیادہ بھلائی کے لیے کام ہو۔ زندگی کی قدر ہو۔ زندگی سے پیار ہو۔ انسانوں کا احترام ہو۔ انسانوں سے محبت ہو۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے معاشرے میں کسی ایک فرد یا ادارے کی اجارہ داری نہیں ہے۔ سب کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ یہی خلیفہ کا پیغام تھا۔ یہ پیغام ایسا ہے کہ روزانہ سونے سے قبل اور صبح اٹھنے کے بعد دہرانا چاہیے اور اسی پیغام کو پھیلانا چاہیے۔ یہی پیغام ہمیں اپنے بچوں کو سمجھانا چاہیے تاکہ جب ہم نہیں ہوں گے تو وہ اس پیغام کو جاری رکھیں۔ میں آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پھر ایک مسلمان مہمان سلطان چودھری صاحب تھے۔ کہتے ہیں کہ امام جماعت نے جو تمام دنیا کے لیے امن کا پیغام دیا ہے یہ میرے خیال میں ایک بہترین پیغام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

یہ بہت ضروری ہے کہ مسلمانوں کے خلاف اس خوف کو دور کیا جائے کہ وہ یہاں قبضہ کر لیں گے۔

انہوں نے واضح کیا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوئی سازش نہیں کر رہا، کوئی کوشش نہیں کر رہا اس لیے مسلمانوں کے لیے کسی جنگی مہم کا کوئی جواز نہیں ہے۔

نارتھ پریسبیٹیرین چرچ (North Presbyterian Church) سے ایک مہمان خاتون بیورلی میکارڈ (Beverly McCord) صاحبہ آئی تھیں۔ کہتی ہیں خلیفہ کو دیکھ کر، ان کی باتیں سن کر بہت سکون ملا۔ کسی کو عالمی امن کے لیے اس طرح کوشش کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بہت اچھا احساس ہے۔ اگر لوگ اپنی خودغرضی، کسی پڑوسی پر غلبہ پانے یا کسی دوسرے کے علاقے پر قبضہ کرنے یا کسی پر ظلم کرنے کے ایجنڈے کے بجائے اس پیغام کو سنیں تو دنیا میں امن ہو سکتا ہے۔

کاش! ہم امن کو فروغ دینے والی مزید تقاریر سن سکیں اور لوگوں کو یاد دلاتے رہیں کہ انہیں ہمیشہ امن کی پیروی کرنی چاہیے اور کام کرنا چاہیے۔

کولن (Collin) کاؤنٹی پولیس ڈیپارٹمنٹ سے بھی ایک شخص لیرائے (LeRoy) صاحب شامل ہوئے تھے۔ کہتے ہیں یہ خوبصورت پروگرام تھا جس سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی نے حقیقتاً ایک شاندار کام کیا ہے۔

پھر ایک مسلمان مہمان ڈاکٹر حلیم الرحمان صاحب بھی تھے۔ کہتے ہیں یہ بالکل ناقابل یقین تھا۔ مجھے تقریب، انتظامات، مہمان نوازی، پنڈال بہت اچھا لگا۔ کہتے ہیں میں اس احترام کا مستحق نہ تھا جو ان لوگوں نے مجھے دیا ہے۔ یہ سب ماحول دیکھ کر آپ کی عزت افزائی سے میری آنکھیں نم ہو گئی ہیں۔ مجھے بہترین انسانوں کے مابین وقت گزارنے کا موقع ملا۔ حقیقی انسان جو کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔

یہاں بیٹھ کے تو یہ بیان دیتے ہیں۔ پاکستان جائیں تو مولوی جینے نہ دیں۔

ایک مہمان ایبی کرکنڈل (Abby Kirkendall) کہتی ہیں کہ میں نے ایسی مذہبی جماعت دیکھی جس کی عبادت کا طریقہ تو ہم سے مختلف ہے لیکن ہماری اقدار ایک جیسی ہیں۔ میرے لیے ایک شاندار تجربہ تھا۔ یہ میرے لیے باعثِ فخر تھا کہ میں امام جماعت جو مذہبی راہنما ہیں کو ایسی اقدار کے بارے میں بات کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی جو کہ سب کمیونٹیز کو اپنے اندر سمو لینی چاہیے۔ پھر کہتی ہیں

یہاں آ کر مجھے خدا کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا

اور عقائد سے قطع نظر جہاں آپ کو خدا کی موجودگی کا احساس ہو وہاں آپ کو امن اور سکون ملتا ہے جو آج یہاں تمام افراد کو بلاامتیاز مذہب اور قوم اور ملت ملا اور یہی چیز ہے جس کی ضرورت تمام کمیونٹیز کو ہے۔

پھر ایک خاتون وکٹوریہ صاحبہ کہتی ہیں

مجھے جو چیز یہاں سب سے زیادہ نمایاں لگی وہ امام جماعت کا خطاب تھا کہ

کس طرح مذہبی اختلاف اور مختلف نظریات کے باوجود ہم سب آپس میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔

میرے خیال میں یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا آجکل بین المذاہب ڈائیلاگ میں فقدان نظر آتا ہے اور کسی کو اتنی حکمت اور دانائی کے ساتھ اس بارے میں بات کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی کہ اپنے مذہبی عقائد میں اختلافات کے باوجود تمام بنی نوع انسان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ہمیں کس طرح آپس میں امن کے ساتھ ایک دوسرے کا احساس کرتے ہوئے رہنا چاہیے۔

پھر ایک مہمان خاتون تھیں میری میکڈرمٹ (Mary McDermott) کہتی ہیں۔ یہ وہاں مسجد ڈیلس میں ہماری ہمسائی ہیں۔ ان کی بہت بڑی زمین ہے۔ انہوں نے پارکنگ کے لیے جگہ بھی دی تھی۔ کہتی ہیں میں پہلے کبھی بھی زمین کے اس گرد آلود قطعہ سے اتنی خوش نہ ہوئی جتنا اس پروگرام کے لیے دینے پر ہوئی ہوں۔ بہت شریف النفس اور اعلیٰ اخلاق کی خاتون تھیں۔ اپنی جگہ دے دی انہوں نے بلکہ صاف کروا کے، ٹھیک کر کے، لیول کر کے دی۔

پھر ایک خاتون بیورلی میکارڈ (Beverly McCord) تھیں جن کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ وہ کہتی ہیں مجھے ہمیشہ عالمی مذہبی راہنماؤں کو سننا اچھا لگتا ہے جو کہ لوگوں کو مسلسل امن کی ضرورت، باہمی اختلافات کے تدارک اور محبت کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ مجھے ہمیشہ ایسے پیغام سن کر خوشی ہوتی ہے۔

مجھے ذاتی طور پر اس جماعت سے کوئی خوف نہیں ہے اور دوسروں کے خوفزدہ ہونے کی بھی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی کیونکہ یہ جماعت تو بہت محبت کرنے والی، احساس کرنے والی اور ہمیشہ خدمت خلق کرنے والی جماعت ہے۔

اگر کسی کو کوئی خوف ہو تب بھی اس جماعت کی خدمت خلق اور فلاحی کاموں کو دیکھ کر فوراً دُور ہو جاتا ہے۔

پھر جوشُوا (Joshua) نامی ایک مہمان تھے۔ کہتے ہیں آج کی اس افتتاحی تقریب میں مجھے اور دیگر سینئر پادری حضرات کو دعوت دی گئی ہے کہ اس تقریب میں شامل ہوں اور لوگوں سے بات چیت کا موقع ملے۔

میں اس بات کو بہت سراہتا ہوں کہ یہاں کس طرح حکمت کے ساتھ امن، اتحاد اور انصاف کے بارے میں بات کی گئی ہے۔

اس بات کا احساس بھی ہوا کہ ایسے لوگ بھی ہیں جن کا تعلق مختلف تہذیب و تمدن سے ہے لیکن وہ بھی ہماری زندگیوں میں خدا کی موجودگی اور انسانوں میں باہمی ہمدردی کا پرچار کرتے ہیں اور کیونکہ ہمارے اعمال کا ایک دوسرے پر بھی اثر ہوتا ہے اس لیے اس طرح مل بیٹھنا اور کھانے کھانا اور باتیں کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کہتے ہیں میں اپنی اہلیہ کو بتا رہا تھا کہ یہاں میز بانی بہت عمدہ تھی۔ یہاں پہنچتے ہی ہر چیز آرگنائزڈ لگی۔

اسی طرح وہاں فورٹ ورتھ (Fort Worth) ایک جگہ ہے ڈیلس (Dallas) سے پچاس پچپن میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں بھی گئے تھے۔

ایک چھوٹی سی مسجد، نئی جگہ لی ہے۔

یہ جگہ تو ساڑھے تین ایکڑ ہے۔ بلڈنگ بھی کافی بڑی ہے۔ لیکن اس میں مسجد نہیں بلکہ عمارت خریدی گئی تھی۔ یہ جگہ تو پونے پانچ ایکڑ ہے، ساڑھے تین نہیں ہے۔ اور تیرہ ہزار مربع فٹ کی ایک عمارت بھی یہاں موجود ہے۔ ملٹی پرپز ہال ہیں، دفاتر ہیں، لائبریز شامل ہیں۔ بہر حال یہاں ایک گنبد اور دو مینار تعمیر کرنے کا پروگرام ہے تا کہ مسجد کی شکل دے دی جائے۔ یہ اچھی جگہ ہے۔ وہاں احباب جماعت نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اچھی جگہ ہے۔ مجھے بھی وہاں نماز مغرب عشاء پڑھانے کا موقع ملا۔

ایک مہمان ایبی کرکنڈل (Abby Kirkendall) صاحبہ جن کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے فورٹ ورتھ میں رہتی ہیں، ڈیلس مسجد کے افتتاح پر آئی ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں امام جماعت نے خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کا پیغام بہت ہی احسن رنگ میں دیا۔ امن اور نیوکلیئر جنگ سے بچاؤ کا پیغام میرے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ان کا یہ پیغام کہ جو بھی اس جنگ کا حصہ بنے گا وہ تباہی میں جا گرے گا، بہت زبردست تھا۔

پھر فورٹ ورتھ سے ہی فرسٹ یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ (First United Methodist Church) کی ایک ممبر ہیں، یہ بھی وہاں ڈیلس (Dallas) میں ہی آئی ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ پیغام بہت شاندار تھا۔ ہر ایک کو خلیفہ کے اس واضح پیغام کو ضرور سننا چاہیے۔ خلیفہ کے خطاب کا انداز بھی شاندار تھا۔ خطاب سن کر ایک لطف محسوس ہوا۔ میں ان کو دوبارہ بھی سننا چاہوں گی۔

پھر ہائی سکول منسٹری کی ایک ٹیچر ہیں۔ کہتی ہیں کہ خلیفہ کی دو باتوں کا مجھ پر خاص اثر ہوا۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ معاشرے کے اندر اسلام کے متعلق واقعی تحفظات موجود ہیں اور بحیثیت ایک ٹیچر ہونے کے میں یہ چیزیں اپنے طلبہ میں گاہے بگاہے دیکھتی رہتی ہوں۔ دوسری چیز جس کو میں نے بہت سراہا وہ خلیفہ وقت کا نیوکلیئر ہتھیاروں کو استعمال کے متعلق متنبہ کرنا تھا۔ آج کل کے حالات میں اس قسم کا پُرحکمت پیغام سن کر بہت اچھا لگا۔

تو یہ تو تھے بعض لوگوں کے تاثرات۔ اب بعض اور معلومات ہیں، متعلقہ باتیں ہیں، وہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ یہاں مسجد زائن (Zion) میں ہی جیسا کہ آپ نے ایم ٹی اے میں دیکھ بھی لیا ہو گا،

ڈووی کے مباہلہ کے حوالے سے ایک نمائش

لگائی گئی تھی اور جو اخباروں نے شائع کیا تھا، ان اخباروں کی کٹنگ بھی وہاں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجموعہ اشتہارات جلد سوم میں بتیس ۳۲ اخبارات کے نام لکھے ہیں اور ساتھ تحریر فرمایا ہے ”یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہو گا“ چنانچہ جماعت امریکہ نے اس حوالے سے مزید تحقیق کی اور مزید اخبارات تلاش کیے۔ ان بتیس اخبارات کے علاوہ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے مزید ایک سو اٹھائیس اخبارات ایسے ملے ہیں جن میں ڈووی کو دیے جانے والے مباہلے کے چیلنج کا ذکر ہے۔ اس طرح اس زمانے میں ان اخبارات کی کل تعداد 160 تک چلی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں امریکہ کے 160/اخباروں نے یہ بیان دیا۔

یہ تمام اخبارات ڈیجیٹل صورت میں مسجد فتح عظیم کے ساتھ لگائی جانے والی نمائش میں موجود ہیں اور لوگوں نے آ کے دیکھے۔

پھر زائن مسجد کے افتتاح کی دنیا نے بھی خبریں دیں۔

امریکن نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس (Associated Press) نے میرا دورہ زائن جو تھا اور مسجد فتح عظیم کے افتتاح کے حوالے سے مضمون بھی شائع کیا۔ اس کا عنوان تھا کہ Two prophets, century old prayer duel inspire Zion mosque یعنی زائن کی مسجد کی بنیاد دو نبیوں کے درمیان ایک صدی پرانا مباہلہ ہے۔ اس میڈیا آوٹ لٹس کی ویب سائٹ کے مطابق تقریباً دنیا کی آدھی آبادی اس کے قارئین ہیں۔ یہ مضمون مجموعی طور پر دنیا کے تیرہ ممالک کے 412/ آوٹ لٹس اور اخبارات میں شائع ہوا بشمول واشنگٹن پوسٹ، اے بی سی نیوز، ٹورنٹو سٹار، دی ہِل (The Hill) اور بہت سے دوسرے مشہور اخبارات ہیں۔ یہ مضمون بھی ایسوسی ایٹڈ پریس کے ٹاپ دس مضامین میں شامل تھا۔ یہ نہیں کہ توجہ نہیں تھی بلکہ یہ دس اہم مضمونوں میں شامل ہوا۔ مضمون میں یہ بتایا گیا تھا کہ زائن میں 115/ سال پہلے ایک مقدس مجزہ ہوا تھا۔ دنیا بھر کے لاکھوں احمدی مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں۔ احمدی اس چھوٹے شہر کو جو شکاگو سے چالیس میل دور مشی گن جھیل کے ساحل پر واقع ہے ایک خاص مذہبی اہمیت دیتے ہیں۔ اس شہر سے احمدیہ جماعت کا لگاؤ ایک صدی سے زیادہ پہلے مباہلہ اور ایک پیشگوئی کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ زائن شہر کی بنیاد 1900ء میں ایک مسیحی تھیوکریسی کے طور پر جان الیگزینڈر ڈووی نے رکھی تھی جو ایک ایونجلسٹ

(Evangelist)اور ابتدائی پینٹی کوسٹل (Pentecostal) مبلغ تھا۔ احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ڈووی کے اسلام کے خلاف بدزبانی اور حملوں کے جواب میں اسلام کا دفاع کیا اور اسے صرف دعاؤں کا ہتھیار استعمال کر کے روحانی جنگ میں شکست دی۔ تقریباً تمام زائن کے موجودہ باشندوں کو اس پرانے دور کی مقدس لڑائی کا کوئی علم نہیں ہے لیکن احمدیوں کے لیے یہ مقدس لڑائی وہ ہے جس نے شہر زائن کے لیے ایک ابدی تعلق قائم کیا ہے۔ دنیا بھر سے ہزاروں احمدی مسلمان اس صدی پرانے معجزے کو یاد کرنے کے لیے اور زائن شہر کی تاریخ اور ان کے عقیدے کے ایک اہم سنگ میل، شہر کی پہلی احمدیہ مسجد کے افتتاح کو منانے کے لیے شہر میں جمع ہوئے۔ پھر اس مضمون میں اَور بھی آگے لکھتا ہے۔ اور ڈووی کے بارے میں اس نے اس کی پرانی تاریخ کافی بیان کی ہے۔ پھر کہتا ہے کہ احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے بانی جو 1835ء میں پیدا ہوئے وہ مصلح تھے جن کی خوشخبری بانیٔ اسلام نے دی تھی۔ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے مرزا غلام احمدؑ حضرت عیسیٰؑ کے مثیل کے طور پر آمد ثانی ہیں۔ اس کے علاوہ کینیڈا میں دورہ زائن اور مسجد فتح عظیم کے افتتاح کی بڑے وسیع پیمانے پر بہت کوریج ہوئی ہے۔

کینیڈا میں اللہ کے فضل سے نو بڑے اخبارات، چھ آن لائن پبلیکیشنز اور ایک ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ دورۂ زائن کی کوریج ہوئی۔ کینیڈا میں آٹھ لاکھ ستاون ہزار لوگوں تک پیغام پہنچا۔ امریکہ، کینیڈا کے علاوہ یوکے، یونان، سیرالیون، تائیوان، انڈیا، ہانگ کانگ، پیرو، فلپائن، ساؤتھ افریقہ، تنزانیہ اور ویت نام کی آئن لائن اخبارات نے بھی کوریج دی۔

امریکن نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس جس کا میں نے حوالہ دیا اس کا یہ آرٹیکل امریکہ میں دو سو اخبارات میں پرنٹ ہوا اور 176/ آن لائن اخبارات میں شائع ہوا۔

اس کے علاوہ ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ سے بھی اس فنکشن کی لائیو کوریج دی گئی۔ زائن (Zion) اور ڈیلس (Dallas) میں تقاریب کے موقع پر جو خطابات تھے وہ گیمبیا نیشنل ٹی وی، سیرالیون نیشنل ٹی وی، سینیگال ٹی وی سے لائیو نشر ہوئے۔ اس کو لکھوکھہا افراد نے دیکھا۔ کہتے ہیں زائن میں مسجد فتحِ عظیم کی تقریب سے آدھا گھنٹہ قبل ہمارے سٹوڈیوز میں لائیو نشریات کا آغاز ہوا جن کے ذریعہ لوکل زبانوں میں الیگزینڈر ڈووی کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا پس منظر بیان کیا گیا۔ افریقہ بھر میں نیوز رپورٹس کے ذریعہ بھی، ٹی وی ریڈیو اور اخبارات میں کوریج ملی۔ یوگنڈا میں پانچ چینلز اور گھانا، نائیجیریا، لائبیریا، سیرالیون، روانڈا کے ٹی وی چینلز پر یہ نیوز رپورٹس شائع ہوئیں۔

امیر صاحب سیرالیون لکھتے ہیں کہ ان کے بیس سال پرانے ایک دوست تھے جنہوں نے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر اس سال بیعت کی تھی۔ جب زائن کا پروگرام دیکھا کہنے لگے کہ جس دن میں نے بیعت کی اس رات مجھے بہت سخت افسوس ہوا کہ بیعت کرنے میں مجھے اتنی دیر کیوں لگی لیکن اگر میں سچ کہوں تو جس دن میں نے زائن کی مسجد کا پروگرام دیکھا میں نے اپنے آپ کو کہا کہ اگر امیر صاحب الیگزینڈر ڈووی والا واقعہ مجھے پہلے سنا دیتے تو شاید میری بیعت بیس سال پہلے ہو جاتی۔

میں کبھی بھی کسی مذہبی واقعہ سے اس طرح قائل نہیں ہوا جیسا کہ زائن کی اس پیشگوئی سے ہوا ہوں۔ میں نے اس زمانے کا سب سے بڑا چیلنج دیکھا ہے

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ ہمارے زمانے میں مغربی میڈیا کی مکمل چھان بین کے تحت ہوا ہے۔ حضرت امام مہدی نے مستقبل کی اس طرح پیشگوئی کی ہے کہ گویا وہ وہاں موجود تھے جہاں سے خدا فیصلے کرتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں جب بھی ہم غیر از جماعت لوگوں کو تبلیغ کریں ہمیں زائن کی پیشگوئی کا ذکر ضرور کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک بہت مؤثر پیشگوئی اور دلیل ہے۔ جس دن میں نے بیعت کی اس رات مجھے لگا تھا کہ شاید میں نے صحیح فیصلہ کیا ہے مگر زائن کی پیشگوئی کے بعد میں نے سکون کا سانس لیا اور اس بات پر پورا یقین ہوا کہ میری بیس سالہ حق کی تلاش رائیگاں نہیں گئی۔ میں نے یقیناً درست فیصلہ کیا۔ اس کے علاوہ پھر وہاں جو اور activities تھیں ان میں واشنگٹن میں، مسجد میری لینڈ میں گھانا، سیرالیون کے سفراء سے بھی باتیں ہوئیں۔ ان کے ملکوں کے حالات کے بارے میں بھی باتیں ہوئیں۔ ان سے اچھی میٹنگ ہو گئی۔ پھر نومبائعین سے بھی میٹنگ ہوئی۔ پینتالیس کے قریب وہاں نومبائعین آئے ہوئے تھے۔ پرانے امریکن احمدیوں کو بھی تلاش کرنے کا میں نے ان کو کہا تھا۔ ان میں سے بھی چند ایک انہوں نے تلاش کیے تھے اور نئے بیعت کرنے والوں کی وہاں مخالفت بھی ہوئی لیکن ثابت قدم رہے۔

ایک نومبائع نے بیان کیا کہ ان کی فیملی کو علم ہوا تو انہوں نے بہت مخالفت کی۔ اس کے بعد اس کو چھوڑ کے چلے گئے۔ پھر بنگلہ دیش کے ایک احمدی ہیں وہ کہنے لگے کہ مجھے مربی صاحب نے بڑا وقت لگا کر بڑے تحمل سے سمجھایا ہے اور اب مجھے سمجھ آ گئی ہے اور پھر بڑے جوش سے انہوں نے باقی نومبائعین کو کہا کہ میں نے اسلام احمدیت کو اب سمجھا ہے اور میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ صحیح اسلام یہی ہے۔ اس لیے کبھی نہ اسے چھوڑنا۔

ایک نومبائع امریکن کرسٹوفر (Christopher) جو عیسائیت سے احمدی ہوئے ہیں انہوں نے بیعت کے لیے درخواست کی تھی چنانچہ بیعت بھی ہوئی اور بیعت کا بھی وہاں لوگوں پہ اچھا اثر ہوا۔ وہاں رہنے والے جو پرانے احمدی تھے یا بہت سارے نئے لوگ، پاکستانی رفیوجیز (refugees) مختلف ملکوں سے ہو کے وہاں آئے ہوئے ہیں، ان کو بھی بیعت کا موقع مل گیا اور بڑی جذباتی کیفیت اس کی وجہ سے طاری ہوئی۔ بہرحال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس دورے کو ہر لحاظ سے اپنے فضلوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیشہ نوازتا رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 11/ نومبر 2022ء صفحہ 5 تا 10)

بقیہ: اسلام کا فلسفہ اخلاق...... از صفحہ 12

لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آ جائے تو اس صورت میں معاف کرنا بھی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو! اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کر دیا گیا۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقع گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگزر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت کہ ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے پس جو کسی رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا۔ وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذب۔

(نسیم دعوت صفحہ 71-72 طبع اول 1903ء)

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ عظمی مومن لکھتی ہیں۔

مؤرخہ 5/ نومبر 2022ء کے شمارے میں ذیشان محمود صاحب کا مضمون ’’ایک گمنام استانی بشری داؤد مرحومہ‘‘ پڑھا تو پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ بشری باجی ہماری کراچی جماعت کی شہزادی تھیں۔ جب بھی وہاں کا چکر لگے ان کی قبر پر دعا کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو بہت ترقیات عطا فرمائے اور آپ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

• مکرمہ امۃ الشافی رومی۔ قادیان سے لکھتی ہیں:

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ تعلیم اور دعا کے موضوع پر کتاب یا رسالہ لکھا جائے کو پورا کرنے کی سعادت ادارہ الفضل آن لائن کو نصیب ہوئی ہے، الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس عظیم کام میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور تمام قارئین کو اس علمی اور روحانی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

ایک نو مبائع اور ان کی فیملی سے ملاقات

ایک دن میری ملاقات ایک احمدی دوست مکرم داری عبد اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ سے ہوئی۔ مکرم داری صاحب کا تعلق دراصل کوسووو سے تھا اور عین جوانی میں اپنی والدہ کے ساتھ 1993ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ ان کی اہلیہ مکرمہ صباح صاحبہ کا تعلق پاکستان سے تھا۔ مکرم داری صاحب نے خلافت کے بارے میں اپنے پہلے تجربہ کے بعد بتایا:

''جب میں پندرہ سال کا تھا تو میری والدہ نے مجھے حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملوانے لے کر گئی تھیں۔ میں ایک نوجوان اور سیدھا سادہ لڑکا تھا اس لئے میں نے اس ملاقات کی اہمیت کو نہ سمجھا اور مجھے یاد ہے کہ اس ملاقات کے بارے میں میرا خیال تھا کہ یہ کوئی خاص ملاقات نہ تھی۔ تاہم جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کمرے میں داخل ہوئے اور میں نے آپؒ کو دیکھا اور آپ کی آواز کو سنا تو میں کانپنے لگا اور مجھے ایسا لگا جیسے میں گر پڑوں گا۔ آپ کی موجودگی اور محبت کے ادراک کے حصول کے لئے کوئی چیز مجھے تیار نہ کر سکتی تھی۔ اس دن نے میری زندگی یکسر بدل ڈالی اور میری بعینہٖ یہی حالت آج کچھ دیر قبل اس وقت تھی جب میری ملاقات حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہوئی۔''

ان کی اہلیہ مکرمہ صباح صاحبہ نے حضور انور کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اس اظہار کے دوران ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ان کے شوہر نے ان کو تسلی دی اور ایک ٹشو پیپر ان کو تھمایا تا کہ وہ اپنے آنسو پونچھ سکیں۔

اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکتے ہوئے انہوں نے مجھے بتایا کہ

''میں رو رہی ہوں کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ ہر دن ایسا ہی دن ہو اور ہر دن ہم حضور انور سے ملاقات کر سکیں۔''

یہ دونوں میاں بیوی نہایت صاف گو تھے اور مختلف backgrounds سے تعلق رکھنے کی وجہ سے جن مشکلات کا سامنا ناہیں ہوا ان کا بیان بھی کیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ان واقعات کو میں اپنی ڈائری میں درج کروں تا کہ حضور انور کی دعائیں انہیں مل سکیں۔

مکرمہ صباح صاحبہ نے مزید بتایا کہ ''میں حضور انور سے خاص دعاؤں کی درخواست کرتی ہوں کہ میرے شوہر کا جملہ خاندان احمدیت کی سچائی کو قبول کر لے اور اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں اور مشکلات ختم کر دے۔''

مکرم داری صاحب نے بھی حضور انور سے دعا کی درخواست کی کہ ان دونوں خاندانوں کے آپسی تعلقات میں بہتری آئے اور مختلف رسوم و رواج سے ہونے کی وجہ سے ان میں باہمی رواداری پیدا ہو سکے۔

ان کے جاتے ہی مجھے خیال آیا کہ کس طرح یہ دونوں افراد بالکل مختلف backgrounds اور قومیت سے ہیں لیکن محض خلافت اور جماعت کی محبت میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ایک مثال تھی کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت لوگوں کو ایک دوسرے کی قریب لا رہی ہے اور خلافت کے ہاتھ پر انہیں اکٹھا کر رہی ہے۔

ایک تحفہ کے بارے میں حضور انور کی راہنمائی

ان دنوں میں ہمارے قافلہ کے ایک دوست نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور ایک ٹائی بطور تحفہ پیش کی۔ میں نے ان کو عرض کی کہ اس تحفہ کی کوئی ضرورت نہیں لیکن انہوں نے مجبور کیا تو میں نے قبول کر لیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ تاہم اگلے روز مجھے کافی بے چینی ہوئی کہ آیا حضور انور کے دورہ کے دوران ایسا تحفہ قبول کرنا درست ہے بھی یا نہیں۔

یہی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی تو جمعرات کے دن میں نے حضور انور کی خدمت میں اس تحفہ کی بابت عرض کیا نیز عرض کی کہ اگر حضور انور پسند فرمائیں تو میں اسے واپس کر دوں۔ مجھے یہ بات پیش کرنے میں شرم محسوس ہو رہی تھی کیونکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کی تیاری فرما رہے تھے اور میں ایک معمولی ذاتی معاملے کی بابت سوال پیش کر رہا تھا۔

تاہم حضور انور کی شفقت ایسی ہے کہ آپ نے اس سوال کا برا نہ منایا اور اسلامی تعلیمات کی رو سے اس پریشانی کا ازالہ فرما دیا۔ حضور انور نے فرمایا ''آنحضرت ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے کہ اگر کوئی تحفہ پیش کرے تو اسے قبول کرنا چاہئے اور آپ ﷺ نے سکھایا ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اس تحفہ کے وصول کنندہ کو ایک تحفہ جواب میں پیش بھی کرنا چاہئے۔'' نیز فرمایا ''کبھی بھی تحفہ لینے کی خواہش کا اظہار نہیں کرنا چاہئے یا کوئی چیز دوسروں سے نہ مانگنی چاہئے لیکن اگر کوئی اپنی خوشی سے خود تحفہ پیش کرے تو اسے اللہ کا فضل سمجھنا چاہئے۔''

حضور انور کی راہنمائی نے فوری طور پر میرے ذہن کو پرسکون کر دیا اور یوں وہ ٹائی میں نے جلسہ کے پہلے دن زیب تن کی۔

ایک نہایت جذباتی ملاقات کا مشاہدہ

3؍جون بروز بدھ بعد نماز مغرب و عشاء میں نے دیکھا کہ ایک فیملی کے چند افراد مسجد کی گیلری میں کھڑے ہیں۔ جس دوران حضور انور بیت السبوح کی لفٹ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے مکرم منیر جاوید صاحب نے آپ کو اس فیملی کا تعارف کروایا۔

ایک سیکیورٹی گارڈ نے بتایا کہ یہ ماسٹر عبد القدوس صاحب شہید کی فیملی ہے اور ان کے بعض دوسرے رشتہ دار بھی ہیں۔ آپ کی شہادت مارچ 2012ء میں ہوئی تھی۔ آپ کو ناجائز طور پر گرفتار کیا گیا اور ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اس بے رحمی سے مارا گیا کہ آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

6؍اپریل 2012ء کو خطبہ جمعہ میں حضور انور نے ماسٹر قدوس صاحب شہید کی اعلیٰ قربانی کو سراہتے ہوئے فرمایا ''اے قدوس! ہم تجھے سلام پیش کرتے ہیں کہ تو نے ہر طرح کی تکلیف اور تشدد کو برداشت کیا لیکن جماعت

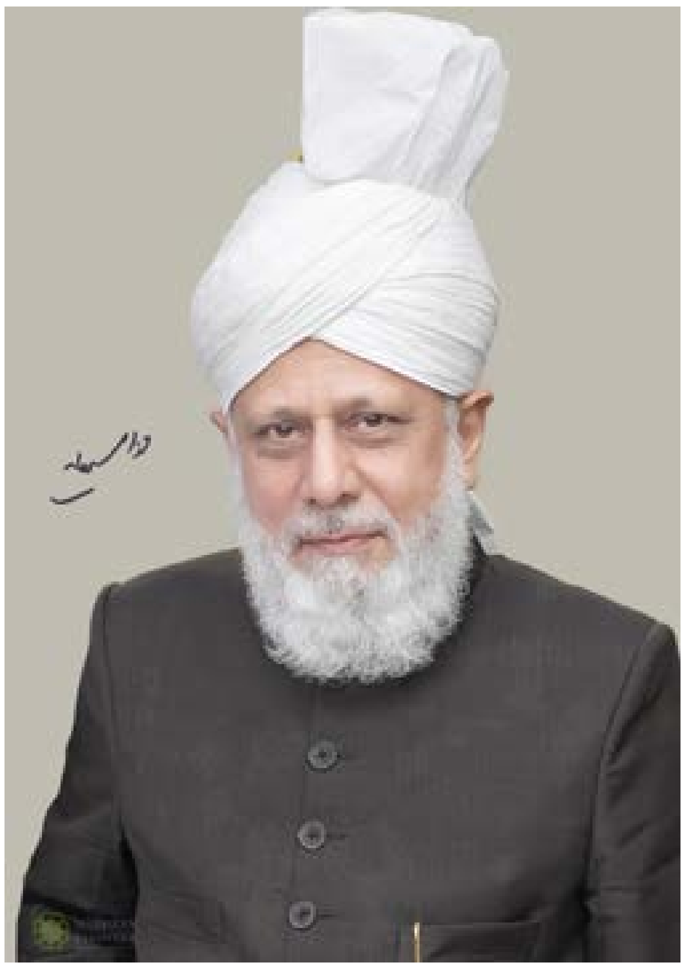

کی عزت اور نام پر کوئی حرف نہیں آنے دیا۔''

اب مکرم ماسٹر قدوس صاحب کی شہادت کے بعد آپ کی بیوہ اور بچے پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ یہ ایک نہایت جذباتی منظر تھا جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہید کے ہر ایک رشتہ دار سے نہایت شفقت اور محبت سے ملاقات فرمائی اور ان کی احوال پرسی فرمائی۔ آپ نے مستقبل کے بارے میں ان کی راہنمائی بھی فرمائی۔

حضور انور نے مکرم منیر جاوید صاحب کو ہدایت فرمائی کہ جائزہ لیں کہ اس فیملی کی رہائش کے جملہ انتظامات مکمل ہوں۔ بعد ازاں حضور انور نے مکرم منیر جاوید صاحب سے ان کی رہائش اور سہولت کے بارے میں استفسار فرمایا نیز ہدایت فرمائی کہ جلسہ سالانہ کے بعد آپ اس فیملی کو دوبارہ ملنا پسند فرمائیں گے۔

ماسٹر قدوس احمد شہید کی فیملی کے جذبات

حضور انور کے رہائش گاہ واپس تشریف لانے کے بعد میں ماسٹر عبد القدوس صاحب شہید کی فیملی کو ملنے کے لئے گیا۔ یہ ایک نہایت جذباتی اور ایمان افروز ملاقات ثابت ہوئی۔

مکرم ماسٹر قدوس صاحب شہید کی بیوہ (مکرمہ روبینہ قدوس صاحبہ) نے بتایا کہ

''حضور انور کو دیکھنے سے مجھے اطمینان اور دلی تسکین ملی ہے۔ آپ کے خوبصورت الفاظ کو سننے سے مجھے اطمینان حاصل ہوا۔''

میں نے ان سے محترم ماسٹر قدوس صاحب شہید کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ

''ہر روز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ میرے شوہر کے جنت میں درجات بلند فرما کیونکہ جب سے ہماری شادی ہوئی انہوں نے ہمارا بہت ہی اچھے طریق پر خیال رکھا۔ یہ عجیب بات تھی لیکن اپنی زندگی میں وہ اکثر مجھے کہتے تھے کہ ان کے جانے کے بعد میں انہیں یاد کروں گی۔ یقیناً میں روز انہیں یاد کرتی ہوں۔''

محترم ماسٹر قدوس صاحب کے سب سے بڑے بیٹے مکرم عبد السلام جن کی عمر 18 سال تھی، انہوں نے حضور انور کو ملنے کے بعد بتایا کہ ''جب میں

حضور انور کو ملا تو ایسا لگا کہ گزشتہ چند سالوں کی تکلیف اور غم ایک لحظہ میں ہی غائب ہوگیا ہے۔ میں الفاظ میں اظہار نہیں کرسکتا کہ میرے کیا جذبات ہیں یا یہ کہ میں خود کو کتنا خوش قسمت محسوس کر رہا ہوں۔''

مکرم عبد السلام صاحب نے اپنے والد کے مثالی نمونہ کے بارے میں بتایا کہ

''میرے والد صاحب نہایت نرم خُو تھے لیکن مجھے یاد ہے کہ جب میں 13 یا 14 سال کا تھا تو میں نے اطفال کی ایک ڈیوٹی تھکاوٹ کی وجہ سے نہیں کرسکا۔ جب میرے والد کو پتا لگا تو انہیں مجھ پر بہت غصہ آیا اور کہنے لگے تمہیں کبھی بھی جماعت کی خدمت کو اضافی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ایک فرض سمجھ کر ادا کرنا چاہئے۔''

مکرم عبد السلام صاحب نے مزید بتایا کہ

''اگر ایک دن اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے والد کی طرح شہادت کے لئے چن لیا اور میرا خون جماعت کی خاطر بہا تو میں خود کو بہت خوش نصیب شمار کروں گا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ میں اپنے والد صاحب کی طرح بہادری اور جرات کا مظاہرہ کرسکوں۔''

محترم ماسٹر قدوس صاحب شہید کے چھوٹے بیٹے عبد الباسط جن کی عمر 15 سال تھی، انہوں نے بھی حضور انور کے پیار کے بارے میں بتایا کہ حضور انور کے پیار نے ان کے والد صاحب شہید کی شہادت کی تکلیف کو مٹا کر خوشی سے بھر دیا ہے۔

بستروں کی کمی کی بابت حضور انور کی راہنمائی

ایک دوسرا مسئلہ جو اس شام کو درپیش تھا وہ بستروں کا تھا۔ جماعت نے گزشتہ سال سے زیادہ میٹرس کا آڈر کیا تھا لیکن جمعرات کی شام تک وہ کم پڑ گئے کیونکہ متوقع احباب کی تعداد توقع سے بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ حضور انور کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی تو اس شام حضور انور نے اپنے جلسہ کے کارکنان سے خطاب میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ خواتین اور بچوں کو پہلے بستر مہیا کئے جائیں۔ حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ اگر مردوں کو بغیر بستروں کے فرش پر بھی سونا پڑے تو انہیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ آپ نے صدر صاحبہ لجنہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ اگر خواتین کی طرف بستروں کی کمی ہو تو صدر صاحبہ لجنہ اور ان کی عاملہ کی ممبرات و سب سے پہلے اپنے بستروں کو دوسروں کی خاطر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہی ہدایات مرد احباب کے لئے بھی ہیں۔

ایمرجنسی بستروں کو کچھ انتظام کیا گیا تھا یوں کافی حد تک اس کمی کو پورا کر دیا گیا تاہم بعض خدام جمعرات کی رات کو بغیر بستروں کے سوئے تھے۔ محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے بعد میں مجھے بتایا کہ حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں وہ اور ان کی عاملہ اس رات بغیر میٹرسز کے سوئے تھے اور حضور انور کی ہدایات پر عمل کرنا ان کے لئے بہت بڑی سعادت تھی۔ الحمد للہ اگلے روز جماعت کو مزید بستروں کا انتظام کرنے کی توفیق ملی اور جلسہ کے باقی ایام میں یہ کمی نہ ہوئی۔

بہت سے لوگ (نعوذ باللہ) اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ عورتوں کی تعظیم نہیں کرتا۔ تاہم ہمارے خلیفہ نے ہدایات فرمائیں کہ اگر سب مردوں کو فرش پر بھی سونا پڑے تو پھر بھی عورتوں اور چھوٹے بچوں کو ترجیحی بنیادوں پر بستر فراہم کئے جائیں۔

مزید براں یہ کہ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جماعتی عہدیداران کو اگر بستروں اور اپنے آرام کے حوالہ سے قربانی بھی دینی پڑے تو انہیں صف اول میں کھڑے ہونا چاہئے۔ اس لئے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ عہدیداران کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے تو اسے حضور انور کی ہدایات پر غور کرنا چاہئے کہ آپ نے فرمایا کہ عہدیداران کو دوسروں کی خاطر اپنے آرام کو قربان کر دینا چاہئے۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران نے خلیفہ وقت کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے میں فخر محسوس کیا۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی – جون 2015ء حصہ دوم از ڈائری مکرم عابد خان)

مالی مشکلات سے نجات

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کو قادیان دار الامان میں اکٹھا رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کیلئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میاں عبد اللہ ہم بھی ان شاء اللہ آپ کے لئے دعا کریں گے لیکن آپ اس طرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا وظیفہ جاری رکھیں۔

چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضور نے بھی دعا فرمائی خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا۔ یہ وظیفہ میں نے بار بار پڑھا ہے۔ اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں اگر حضور اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح حضور سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ لہٰذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔

(حیات قدسی حصہ سوم صفحہ 80-81)

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

مرسلہ: ملک قیصر محمود

اسلام کا فلسفہ اخلاق

اسلام کے فلسفہ اخلاق کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نہایت اہم مضمون جو آپ نے اپنی مشہور کتاب نسیم دعوت میں بیان فرمایا اتنا وسیع پہلو اپنے اندر رکھتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ مخالفین نے بھی آپ کے اس مضمون کو نقل کر کے اپنی کتب میں لکھا چنانچہ یہ روح پرور مضمون مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب ’’احکام اسلام عقل کی نظر میں‘‘ کے صفحہ 223 - 224 میں اول سے آخر تک نقل شدہ موجود ہے۔

اسلام کا فلسفہ اخلاق بیان کرتے ہوئے حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ:

انسان کی فطرت پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مختلف قوی اس غرض سے دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضا محل اور موقعہ کے ان قوی کو استعمال کرے مثلا انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بن جائے اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر ہی بن جائے اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہروقت انسان سوتا ہی رہے یا ہروقت جاگتا ہی رہے یا ہردم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے۔ اسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈالدے اور دوسری قوتیں جو خدا کی طرف سے اس کو ملی ہیں۔ اس کو لغو سمجھے۔ اگر انسان میں خدا نے ایک قوت حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر کی بھی ہے تو اسی خدا نے اس میں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے پس کیا مناسب ہے کہ ایک خدا داد قوت کو تو حد سے زیادہ استعمال کیا جائے اور دوسری قوت کو اپنی فطرت میں سے بکلی کاٹ کر پھینک دیا جائے اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لائق نہیں۔ کیونکہ مختلف قوتیں اسی نے تو انسان میں پیدا کی ہیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بھی قوت بری نہیں ہے بلکہ ان کی بد استعمالی بری ہے سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے جس میں ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے دعویٰ تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیں مگر اس دعوی کے موافق عمل نہیں ہے مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکھے کہ پھر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا کارروائی کرتے ہیں۔ پس تعلیم کس کام کی ہے جس پر نہ عدالتیں چل سکتی ہیں۔ نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقعہ شناسی پر مبنی ہے مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کھاؤ اور کسی حالت میں شر کا مقابلہ نہ کرو مگر قرآن شریف اس کے مقابل پر یہ کہتا ہے

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ

یعنی اگر کوئی تمہیں دکھ پہنچاوے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی بقیہ صفحہ 9 پر

فقہی کارنر

مخصوص حالات میں قنوت پڑھنا

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’آج کل چونکہ وبا کا زور ہے اس لئے نمازوں میں قنوت پڑھنا چاہئے۔‘‘

(البدر یکم مئی 1803ء صفحہ 115 کالم 2)

فرمایا:

قرآن شریف کا منشاء یہ ہے کہ جب عذاب سر پر آپڑے پھر توبہ عذاب سے نہیں چھڑا سکتی۔ اس سے بیشتر کہ عذاب الٰہی آ کر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جبکہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو پھر اس کا مزہ چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں قنوت ملا دیں۔ ہر ایک قسم کی خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔

(الحکم 24/ جولائی 1901ء صفحہ 1-2)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

اچھی عائلی زندگی گزارنے کا نسخہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا کہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ کسی انتخاب سے پہلے تمہیں یہ کوشش کرنی ہوگی کہ تم کسی ایسے کو منتخب کرو جو روحانی طور پر اچھا ہو، جس کو دینی علم پر عبور حاصل ہو اور وہ ایک پکا مسلمان ہو۔ پس جب دونوں فریق، مرد اور عورت ان سب باتوں کا خیال رکھیں گے تو پھر وہ زندگی سے لطف اندوز ہوں گے خواہ دونوں مختلف یا ایک ہی نسل یا ثقافت سے ہوں۔ اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی شخص کامل نہیں ہے۔ سب میں کمزوریاں موجود ہیں اگر آپ روادار ہوں، اگر دونوں روادار ہوں اور اپنی آنکھیں، منہ اور کان ایک دوسرے کی برائی سننے سے محفوظ رکھیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کو برا کہیں گے۔ تب ایک اچھی عائلی زندگی گزاریں گے۔

(This week with Huzur مؤرخہ 8/ اکتوبر 2022ء)

مرسلہ: ابو اثمار اٹھوال

14/ نومبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	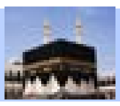	05:12	17:39
مدینہ منورہ	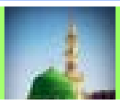	05:16	17:35
قادیان	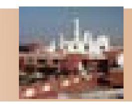	05:31	17:30
ربوہ	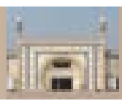	05:11	17:10
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:49	16:16